خواجہ سناء اللہ خراباتی کشمیری (۱)

صابر آفاقی

کشمیر نے شعر و ادب، علم و فلسفہ، مذہب و اخلاق، تصوف و عرفان اور فن و ہنر میں ایسی ایسی قابل فخر ہستیوں کو جنم دیا جس کی شہرت وادی سے نکل کر بلاد اسلامیہ تک پہنچی اور جن کا نام فلک کی ہزاروں گردشیں اور زمانے کے سینکڑوں انقلاب مٹا نہ سکے بلکہ اس کے برعکس جوں جوں زمانہ گزرتا گیا توں توں یہ شخصیتیں اور ابھرتی اور دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتی گئیں۔

خواجہ سناء اللہ خراباتی کشمیری کا شمار بھی ایسی ہی شخصیتوں میں ہوتا ہے جو اپنے زمانے کے مشہور عالم، صوفی، سیاح اور شاعر مانے جاتے ہیں۔ وفات سے تقریباً سو سال بعد، فارسی اور کشمیری نظم و نثر میں ان کی باون تصانیف آج سے چند سال قبل دریافت ہوئی ہیں۔ اور اب محققین نے خراباتی کی شخصیت اور ان کے افکار پر تحقیقی کام شروع کر دیا ہے۔

خواجہ سناءاللہ خراباتی ۱۸۰۹ء میں موضع لنگاہ محلہ لنگر شہاب الدین پورہ سری نگر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والدین کا حال ہمیں ابھی تک نہیں مل سکا۔ ''دلیل الصادقین،، میں خواجہ خراباتی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ان کی والدہ اکثر میکے ہی رہا کرتی تھیں یہی وجہ ہے کہ خواجہ کی ولادت اور پھر تربیت اپنے ننھیال میں ہوئی۔ ان کے نانا شاہ عبدالغفور اپنے وقت کے بہت بڑے عارف تھے اور شیخ عبدالوہاب نوری (وفات ۱۷۷۲ء) کے مرید تھے۔ خواجہ کا شاہ عبدالغفور سے خونی رشتہ تو تھا ہی وہ ان کے مرید و معتقد

۱۔ ثناء اللہ نام عام ہے۔ سناء اللہ بہت شاذ ہے۔ عربی لغت اور قواعد کی رو سے دونوں درست ہیں۔ ثناء بمعنی تعریف اور سناء بمعنی رفعت و ضیاء۔ سناءالبرق بجلی کی چمک کو کہتے ہیں۔ اس مضمون میں جن بزرگ کا ذکر ہے ان کا نام بالتحقیق سناء اللہ ہی ہے۔ (ایڈیٹر)

بھی تھے۔ انھوں نے خواجه خراباتی کی جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت بھی کی تھی۔ چنانچه خواجه همیں کئی بار شاہ عبدالغفور کی تعریف و ستائش کرتے نظر آتے ھیں۔ منجمله یه شعر ملاحظه هو۔

یک نگاھی کن به حالم یا غفور گوش فرما قیل و قالم یا غفور

خراباتی پر اپنے همدرد و شفیق نانا کا ایک احسان یه بھی تھا که انھوں نے اپنے نواسے کو رفوگری سکھادی تھی۔ چنانچه ۱۸۳۲ء تک خراباتی رفوگری کرکے گزر اوقات کرتے رہے۔ اس زمانے میں وہ سنه خوجه کے نام سے مشہور اور لنگر کے عرف سے پہچانے جاتے تھے۔ اس عرف سے مشہور ہونے کی وجه یه ہو سکتی ھے که آپ کشمیر کے مبلغ اول حضرت سید شرف الدین بلبل شاہ ترکستانی (وفات ۱۳۲۶ء) سے اپنا سلسلهٔ نسب ملاتے تھے۔ جنھوں نے غرباء کے لئے لنگر کھول دیا تھا۔ اور پھر یه محله اسی نام سے مشہور ہوگیا۔

رفوگری کے بعد آپ کو تجارت کا شوق ھوا تو پشمینه کا لین دین کرنے لگے اور پھر به سلسلهٔ تجارت ایران، افغانستان اور ہندوستان کی سیر کی۔ کلکته کا ذکر آپ نے کئی تصانیف میں کیا ھے۔ اس شہر میں خراباتی مرزا صمد سوداگر پشم کے نام سے مشہور تھے۔ یہاں بھی وہ ایک صوفی عبدالوھاب سے استفادہ روحانی کرتے رہے۔ فرماتے ھیں۔

بسوی کلکته افتاد سیری به محنت شد ملاقی یک دلیری

که نام پاک شان عبدالوھاب است خراباتی ازوھم کامیاب است

آپ جب کلکته سے وطن لوٹے تو کشمیر کی معیشت کو سیلاب نے زبردست نقصان پہنچا دیا تھا۔ ان کا مال و متاع موج سیل کی نذر ھوچکا تھا۔ خاندانی

جاگیر کی زمین بھی طوفان میں بہہ گئی تھی۔ اب خراباتی کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ ترک وطن کریں۔

خراباتی بیوی اور دو بچیوں کو همراہ لے کر سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔ وادی غربت میں قدم رکھا تو یاد وطن دور تک ان کو سمجھانے آئی لیکن وہ مجبور تھے۔ آخر کئی دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد خراباتی جموں پہنچ گئے۔ اس شہر میں وہ نیا بازار متصل شیر دروازہ میں مقیم ہوگئے۔

جموں پہنچنے اور پھر مہاراجہ گلاب سنگھ کی ملازمت اختیار کرنے کا واقعہ خراباتی نے ''دلیل الصادقین'' میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قحط کے باعث جب اکثر باشندگان کشمیر نے ہند و سندھ اور روم و ختن کی راہ لی تو میں غربت و افلاس کا مارا دو ماہ کے بعد جموں پہنچا۔ ایک دن اتفاق سے سر بازار مہاراجہ سے ملاقات ہوگئی پوچھا کوئی ہنر جانتے ہو؟ میں نے کہا: حضور فارسی، عربی، نجوم، ہندسہ اور علم قیافہ جانتا ہوں۔ مسلم ہیئت، شعر و سخن، طلسم تعبیر خواب، فقہ، حدیث میں بھی بند نہیں۔ رفوگری، نقاشی میں بھی ماہر ہوں۔ یہ سن کر مہاراجہ خوش ہوا اور مجھے شاہی توشہ خانہ کا انچارج بنا دیا۔ فرماتے ہیں۔

کردہ کشمیریاں جلائی وطن — رفتہ در ہندو سندھ و روم ختن
بندہ هم راہ یافت گشتہ رواں — رفتہ رفتہ گزاشت شہر و دکان
نہ بکف در همی نہ دیناری — نہ کسی یار و نہ کسی یاری
بعد مدت بصد فراری ها — باهمہ گریہ ها و خواری ها
بعد دو ماہ رسیدہ در جموں — چونکہ تقدیر گشتہ راہ نموں

آپ کئی سالوں تک مہاراجہ کی یہی ملازمت کرتے رہے۔ مہاراجہ نے یہاں آپ کا نام صمد جیو رکھ دیا تھا۔

۱۸۵۴ء میں خواجہ سناء اللہ خراباتی غبن کے جھوٹے الزام میں نوکری سے برطرف اور قلعہ ہاری پربت سرینگر میں قید کر دئے گئے۔ چند ماہ کے بعد آپ اپنے ایک دوست کی وساطت سے رہا ہوئے۔ لیکن اس کے بعد وہ وادی کشمیر یا جموں میں آباد ہونے کے بجائے جالندھر چلے گئے اور وہاں نواب شیخ امام الدین کے ہاں قیام کیا۔ یہ ۱۸۵۵ء کا واقعہ ہے۔

جالندھر سے آپ امرتسر گئے اور وہاں سے لاھور پہنچ کر حضرت میاں میر کے حضور حاضر ہوکر فیضیاب ہوئے۔ پھر سیالکوٹ گئے اور وہاں سے گجرات کے قصبہ جلال پور جٹاں میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کی بیوی کب تک زندہ رہی اور وہ کہاں کی رہنے والی تھی۔ لیکن اتنا مسلم ہے کہ ان کی بیوی کی ہمشیرہ جلال پور جٹاں میں بیاہی ہوئی تھی۔ اسی تعلق سے وہ سیالکوٹ سے یہاں آئے اور پھر زندگی کے بقیہ ایام گزار کر ۱۸۷۹ء میں بعمر ۷۵ سال کلار چور متصل جلال پور فوت ہوئے۔

آپ کا مزار، خانقاہ، آرامگاہ، ریاضت گاہ، لنگر، لباس، کمر بند وغیرہ یہاں موجود ہے اور مرجع مریدان باصفا ہے۔

ہم نے مقالہ کے شروع میں عرض کردیا ہے کہ خواجہ سناء اللہ خراباتی کشمیری عالم و صوفی تھے۔ اور سیاح و شاعر بھی۔ پشمینہ کی تجارت اور پھر جموں میں مہاراجہ گلاب سنگھ کی ملازمت کے دوران آپ نے ہندوستان کے علاوہ گلگت، روس، افغانستان اور ایران کا سفر کیا تھا۔ آفاق و انفس کی اس سیر نے خراباتی کو ایک جہاندیدہ اور گرم و سرد زمانہ چشیدہ بزرگ

بنا دیا تھا۔ ان کے احباب کی تعداد بھی بہت تھی۔ تجربات زندگی کا نچوڑ انھوں نے اپنی تصانیف میں پیش کیا ہے۔

خواجہ خراباتی نے باقاعدہ کسی درس گاہ یا دارالعلوم میں تحصیل علوم نہیں کی تھی۔ وہ اکثر تصانیف میں اپنے بے علم ہونے کے باوجود مسائل کو حل کرنے اور اسرار و رموز کے بتانے پر فخر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر فرماتے ہیں :

''این موج دریائے غیب است کہ خراباتی در مکتب چیزی علمی نہ خواندہ است۔ خراباتی هم دریں حیران است،،۔

یعنی یہ تصنیف دریائے غیب کی ایک لہر ہے۔ کیونکہ خراباتی نے تو مکتب میں ذرہ بھر علم بھی نہیں پڑھا۔ خراباتی کو خود اس پر حیرت ہے۔ ہمیں بھی اس بات پر حیرت ہے کہ جن علوم و فنون کو جاننے کا وہ دعوی کرتے ہیں وہ ایسے نہیں جن میں آدمی کو آسانی سے مہارت حاصل ہو جائے۔ مختلف تصانیف نظم و نثر میں خواجہ خراباتی نے جن علوم و السنہ میں مہارت کا دعویٰ کیا ہے ان کی فہرست یہ ہے۔

زبانیں :۔ کشمیری، فارسی، عربی، اردو، ترکی، پنجابی

علوم :۔ نجوم، هندسہ، هیئت، قیافہ شناسی، تعبیر خواب، شعر، اخلاق طلسمات، کیمیا، طب، فقہ، تجوید، انساب، رجال، اخبار، صرف و نحو، معانی بیان، عروض و قافیہ، منطق، علم الاجتماع۔

فنون :۔ نقاشی ، رفوگری، تجارت، زبانوں اور فنون کو چھوڑ کر باقی علوم جو وہ جانتے ہیں اکیس بنتے ہیں۔ اس همہ دانی کے دعوے پر خواجہ

خراباتی نے تقریباً ایک سو دو تصانیف کو گواہ پیش کیا ہے۔

ان میں سے ۵۲ تصانیف دریافت ہوگئی ہیں۔ جن کی مفصل کیٹلاگ میرے ایرانی دوست جناب محمد حسین تسبیحی نے مرتب کی اور اسے ایران کے ممتاز دانشمند و محقق جناب ڈاکٹر علی اکبر جعفری نے ''مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان،، اسلام آباد کی طرف سے ۱۹۷۲ء میں شائع کر دیا ہے۔

خواجہ سناء اللہ خراباتی کی ایک حیثیت یہ ہے کہ وہ سلسلہ قادریہ کے مشہور صوفی تھے۔ مریدوں کا وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ کے نانا اور مرشد شاہ عبدالغفور شیخ عبدالوھاب نوری (وفات ۱۷۷۳ء) سے بیعت تھے۔ اور وہ حضرت اکمل الدین بدخشی (وفات ۱۷۱۸ء) کے خلیفہ تھے۔

حضرت خواجہ نے حضرت سید عبدالوھاب، حضرت طیب، حضرت میاں میر، حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی سے بھی روحانی استفادہ کیا تھا۔ لیکن ان کے اصل مرشد پیر خرابات صادق شاہ قلندر تھے۔ اسی نسبت سے خواجہ خراباتی کہلائے۔ تصانیف میں ان کے کئی نام اور القاب آئے ہیں۔ وہ ستاون ناموں سے موسوم تھے۔ مثلاً بندہ خرابات، جیو، خواجہ سنا اللہ شاہ، سناء اللہ، فضلی سناء اللہ لنگر، رفوگر، سنہ خوجہ، سنہ شاہ، شہ سناء، صمد، صمداللہ، فضل اللہ، میاں صمد جیو، وغیرہ۔ بہر حال ان کا مشہور نام خواجہ سناء اللہ خراباتی ہے۔

خواجہ سناء اللہ خراباتی فارسی، کشمیری، اردو اور پنجابی کے شاعر تھے۔ تصانیف میں دو نسخے کشمیری زبان میں ہیں اور پچاس فارسی میں ہیں۔ عربی، اردو، پنجابی اور ترکی کے اشعار بھی کہیں کہیں آگئے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ چار نسخے نثر میں اور چوالیس نظم میں اور چار نظم

و نثر میر ھیں ۔ ان میں چوالیس نسخے خواجہ سناء اللہ خراباتی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے موجود ہیں ۔ وہ خط نسخ، ثلث، رقاع، نستعلیق اور شکستہ میں مہارت رکھتے تھے ۔

ان کا مطالعہ بھی وسیع تھا ۔ اور محمود شبستری، فردوسی، سعدی سنائی، مولانا رومی، جامی، عطار، نظیری کے کلام سے استفادہ کیا اور ان کے نمونے سامنے رکھے ۔

خواجہ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بیس سال کی عمر یعنی ۱۸۲۹ء میں شروع کیا ۔ اور سال وفات (۱۸۷۹ء) تک اسے جاری رکھا ۔

خواجہ بے حد زود گو تھے ۔ بعض مثنویاں انہوں نے ایک ایک دو دو دنوں میں کہہ ڈالی تھیں ۔ جن کو بمشکل ایک ماہ میں پڑھا جا سکتا ھے ۔ یہی وجہ ھے کہ ایسی تصانیف میں املاء اور انشاء کی اغلاط اور واقعات کے اختلافات موجود ھیں ۔ نظم میں عیب قافیہ ، سکتہ وغیرہ جیسے عیوب پائے جاتے ھیں ۔

خواجہ کا طرز تحریر بھی کافی پیچیدہ اور کہیں کہیں مشکل و ناقابل فہم بن گیا ھے ۔ خواجہ کا اصل میدان مثنوی ھے ۔ انہوں نے چھتیس مثنویاں کہی ھیں جو آسان اور رواں بحروں میں ھیں ۔ الفاظ میں سوز و گداز جذبہ و شوق اور جذب و حال پایا جاتا ھے ۔

اب آئیے خواجہ سناء اللہ خراباتی کی بعض تصانیف پر ایک نظر ڈالیں ۔ تصانیف کے تعارف میں ھم سال تصنیف کے اعتبار سے ترتیب زمانی کا خیال رکھیں گے ۔

خلاصۃ الاسرار: اس فارسی مثنوی میں شاعر نے روح سے گفتگو کی ھے ۔

طوطی جان را چنین کردم سوال کز کجائی راست‌گو ای نیک فال
گفت گنجی بوده ام من بس نهان بی کم و کیف از چنین و از چنان
(سال نظم ۱۸۳۷ء)

تحفۂ الزمان : ادب، عرفان، اور اخلاق کے موضوع پر فارسی نظم کی کتاب ہے۔ ۱۸۵۵ء میں کتابت ہوئی۔ جابجا صمد، خراباتی، اور ثنا تخلص استعمال ہوئے ہیں۔

تا صمد بر عنایتت نازد نرود بر در کسے زنہار

اس میں خواجه نے دنیا سے سیکھے ہوئے تجربوں کو اهل دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ اس مثنوی کے اشعار کی تعداد ۴۹۴ کے لگ بھگ ہے۔

تفریح المجالس : ادب و اخلاق پر نظم و نثر میں ترتیب دی ہوئی یه کتاب خاصی ضخیم ہے۔ یه ۱۸۵۶ء میں تالیف ہوئی۔ لطائف و قصص اور اشعار و حکایات کے ذریعه مطالب کو ذهن نشین کرایا گیا ہے۔ بعض مطالب و لطائف کشمیری زبان هی میں درج کئے گئے ہیں۔

جنت العارفین : یه مثنوی دین و ادب اور عرفان و اخلاق کے موضوع پر ہے۔ سال تالیف ۱۸۵۷ء ہے اور خط شکسته متوسط۔ اس میں رومی کی مثنوی معنوی اور حدیقه سنائی کی تقلید کی گئی ہے۔ اس کے اشعار کی تعداد ۳۲۴۰ ہے۔ جنت العارفین کے نام سے اسی موضوع پر خواجه ثناء الله نے نثر میں بھی ایک تصنیف یادگار چھوڑی ہے۔ یه بھی ۱۸۵۷ء میں تحریر ہوئی۔

بحرالانوار : اس فارسی مثنوی کا موضوع عرفان و تصوف ہے۔ یه ۱۸۵۸ء میں منظوم ہوئی۔ تمثیلات، شرح احادیث اور آیات قرآنی پر مشتمل ہے۔ مثنوی

معنوی، مخزن الاسرار نظامی اور مطلع الانوار امیر خسرو کے بعض مذھبی قصے اور تاریخی واقعات بھی نظم کئے گئے ھیں۔ اشعار کی تعداد تقریباً ۳۶۰۰ ھے۔

جنت الاسرار: عرفان، تصوف، اخلاق، اور فلسفہ پر یہ فارسی مثنوی خواجہ سناء اللہ خراباتی نے ۱۸۶۰ء میں لکھی۔ یہ دراصل محمود شبستری کی گلشن راز کی دو جلدوں میں شرح ھے۔ گلشن راز کے کل ۸۱۷ اشعار کی شرح دو جلدوں میں کی گئی ھے۔

مجمع الفضائل: یہ فارسی مثنوی ادب و عرفان پر ھے اور ۱۸۶۱ء میں لکھی گئی۔ چالیس ابواب اور ۱۴۰ نکتوں پر مشتمل ھے۔ بعض صفحات پر فقیر سناء اللہ، فضل، بندہ پیر خرابات اور خواجہ سناء اللہ کی مہریں ثبت ھیں۔

حقیقت الاسلام: اس فارسی مثنوی میں دین و ادب اور عرفان و تصوف کے مسائل بیان ہوئے ھیں۔ اس کا دوسرا نام حق الاسلام بھی ھے۔ سال تالیف ۱۸۵۶ء ھے۔ آیات و احادیث اور کلمات پیشوایان اسلام درج ھیں۔ تعداد اشعار ۲۵۰۰ ھے۔ حضرت شاہ دولہ، خواجہ فتح سیالکوٹی، شیخ فرید الدین شکر گنج اور شیخ نورالدین ولی کشمیری اور شیخ حمزہ مخدوم کی کرامات کا حال بھی درج ھے۔

درد نامہ: یہ نظم ۱۸۶۰ء میں لکھی گئی اور اس میں عرفان و تصوف کے مسائل بیان ہوئے ھیں۔ خواجہ نے اس کے قاری کے لئے آخر میں ان الفاظ میں دعا کی ھے:

هر که خواند در دو عالم شاد باد   ظاهر و باطن او را آباد باد

شاعر نے فراق یار کے بیان میں تمثیلات اور تشبیہات سے کام لیا ھے۔

زیادہ تر حضرت یعقوب و یوسف کا قصہ نظم کیا ہے۔ متعدد عارفان حق اور سالکان طریقت کے احوال درج ہیں۔ خواجہ نے اس میں بھی دعویٰ کیا ہے کہ خراباتی بے علم است۔ علمی و عقلی ندارد وقوفی ندارد۔ دردنامہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ این کتاب عشق است۔ درد است۔ سوز است۔ ظہور آن دریائی بیرنگ آمدہ است رنگی ساختہ است،،۔

خلاصہ التوحید: یہ نظم و نثر فارسی میں ملی جلی تصنیف ہے۔ سال ترتیب ۱۸۶۳ء اور موضوع وہی دین و ادب ہے۔ مسلمانوں کے عقائد عرفانی بیان ہوئے ہیں۔ اور توحید پر ہندوؤں کا عقیدہ بھی لکھ دیا ہے۔ یہ ایک طرح کا تقابلی مطالعہ ہے۔

دلیل الصادقین: فارسی نظم و نثر کی یہ کتاب تاریخ، دین، ادب اور تصوف کے موضوع پر ۱۸۶۳ء میں لکھی گئی۔ خواجہ نے اس میں اپنے مرشدوں کے احوال تحریر کئے ہیں۔ اور سلسلہ ہائے قادری، کبروی، چشتی اور نقشبندی کا شجرہ نامہ دیا ہے۔ ذکر و فکر اور صوفیانہ اعمال و اوراد کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ متعدد کشمیری صوفیہ اور عرفاء کے احوال بھی درج ہیں۔ چند قطعے کشمیری میں بھی ملتے ہیں۔

تحفہ القادری: اس کا موضوع دین و ادب ہے اور یہ فارسی و اردو نظم کی کتاب ہے۔ ۱۸۶۴ء میں مرتب ہوئی۔ دراصل خواجہ کی نعت اور مدح و منقبت کا ایک قیمتی مجموعہ ہے۔ اشعار کی تعداد ۱۲۸۰ کے قریب ہے۔

سراج الطالبین: دین و ادب پر خواجہ ثناء اللہ کی یہ مثنوی ۱۸۶۵ء میں مکمل ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں:

در هزار و دو صد و هشتاد و دو ایں نسخه را

از نہاں سوئی عیاں فضل خدا رهبر شد است

از در پیر خراباتی سنا شد بهره ور

خاتمه ایں نسخه را برنام آن سرور شد است

اس میں فقه حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی پر بیانات ملتے ھیں - شیخ عبدالقادر جیلانی کے علاوہ کشمیر کے صوفیه کے احوال بھی درج ھیں -

عجیب التعبیر: نفسیات اور تعبیر خواب کے موضوع پر یه فارسی مثنوی ۱۸۶۶ء میں لکھی گئی - ۳۵۰ اشعار کی اس مثنوی میں خوابوں کی تعبیر بتائی گئی ھے -

الله نامه (الٰہی نامه) اس مثنوی کا موضوع دین و عرفان ھے - ۱۸۶۶ء میں لکھی گئی - اس میں اعمال و اقوال حضرت رسولؐ، خلفائے راشدین، صحابه کرام اور مشائخ اسلام کی تفسیر ملتی ھے -

قصه بوالعجب عشق: ساٹھ صفحات کا یه نسخه کشمیری نظم میں ھے جو ۱۸۶۷ء میں مکمل ھوا -

تصدیق الایقان: اس کا ایک نام گنج محمدی اور جنت الاعلیٰ بھی ھے فارسی مثنوی ھے - موضوع دین و ادب، عرفان و اخلاق اور سال نظم ۱۸۶۷ء آیات و احادیث کی تفسیر و توضیح بھی ملتی ھے - یه مثنوی روسی کی تقلید میں لکھی گئی ھے -

دیوان سناء (یا دیوان خراباتی)

خواجه سناء الله خراباتی نے فارسی غزلیات و قطعات اور قصائد و رباعیات

کے تین مجموعے دیوان خراباتی کے نام سے مرتب کئے تھے۔ ان مجموعوں میں ۱۸۵۹ء سے لے کر آخر تک کا کلام شامل ہے۔ ان کی غزل عشق مجازی سے زیادہ عشق حقیقی کی ترجمان ہے۔

عشق شد معشوق عاشق، عشق شد مولائی ما

عشق شد اسکندر و کیخسرو و دارای ما

دیوان سناء (کشمیری) خواجہ سناء اللہ کشمیری زبان کے بھی قادرالکلام شاعر تھے۔ کشمیری میں غزلیات و قطعات اور قصائد کا مجموعہ دیوان سناء کے نام سے خواجہ خراباتی کے اپنے ھاتھ کا لکھا ھوا موجود ہے۔ یہ مجموعہ کلام ۱۸۷۵ء میں مرتب ھوا اور کل اشعار کی تعداد ۱۳۶۸ ہے۔

دیوان کے آخر میں اپنی ایک فارسی غزل بھی خواجہ خراباتی نے درج کر دی ہے۔ اس کے دو شعر یوں ھیں۔

ماھی بحر وحدت افتادہ در بیاباں | باساکنان خشکی عشرت مرا حرام است

آنرا کہ نیست درسربوی ز دلبر ما | گرقبلہ گہ باشد، الفت مرا حرام است

جنت الاعلاء: خراباتی کی یہ تصنیف آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ شرعی باتوں کو تصوف کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ جلد سوئم۔ چھارم، اور پنجم نہیں ملتی جلد دوئم ششم، ھفتم اور ھشتم موجود ھیں۔ دوسری جلد کا نام تصدیق الایقان ہے۔ جس کا ذکر ھم نے کر دیا ہے۔ بقیہ جلدیں ۱۸۶۷ء میں لکھی گئیں۔

سبحات آفتابی: فارسی میں یہ ایک دینی مثنوی ہے جو ۱۸۶۸ء میں کھی گئی۔ نثر میں توضیحات دی گئی ھیں۔ مثنوی کے کل ۱۴۴۰ اشعار ھیں

جو فقط ایک دن میں کہے گئے۔ خراباتی خود فرماتے ہیں۔

این موج دریائی غیب است　　در یکروزہ ہم تحریر وہم تصنیف شدہ

سماع العرفان : یہ عرفان و تصوف میں فارسی مثنوی ہے۔ ۱۸۷۰ء میں کہی گئی۔ مناجات سے شروع ہوتی ہے :

بین دل داغدار من یارب　　ساز گلزار نار من یارب
روسیاہم زیارو زاغیار　　شو مددگار و یار من یارب

صراط المستقیم : دین و ادب اور عرفان و تصوف کی یہ فارسی مثنوی ۱۸۷۰ء میں کہی گئی۔ اس کے دو دفتر ہیں۔ دفتر اول کو علم الیقین اور دفتر دوئم کو عین الیقین کہا گیا ہے۔ اس قلمی نسخے کے کل صفحات ۱۰۸ ہیں۔

جنت النعیم : یہ فارسی مثنوی دین و تصوف کے موضوع پر کہی گئی ہے۔ سال نظم ۱۸۷۰ء ہے۔ کشمیری صوفیہ میں جن حضرات کی گفتار و ملفوظات کو خراباتی نے نظم فارسی کا جامہ پہنایا ان میں اکمل بدخشی، بابا داؤد خاکی حبیب اللہ نوشہروی، یعقوب صرفی، شیخ عبدالوھاب نوری اور شاہ حقانی قابل ذکر ہیں۔

گنج لا افناء : علم الاجتماع پر یہ فارسی مثنوی خواجہ خراباتی نے ۱۸۷۰ء میں کہی۔ کسب و کار کے متعلق آیات و احادیث کو جمع کردیا گیا ہے۔ مشائخ کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں۔

سراج الہدیٰ : اس کا نام شمع الہدی اور رحیما بھی ہے۔ خواجہ سناء اللہ خراباتی نے عرفان و اخلاق کے مسائل پر یہ مثنوی ۱۸۷۱ء میں کہی۔

گلبدن : اس مثنوی کے دو دفتر ہیں۔ دفتر اول در عشق مجازی اور دفتر دوئم در عشق حقیقی۔ یہ تصوف اور معرفت کی کتاب ہے۔ ۱۸۷۱ء سال تصنیف ہے۔

سلسلهٔ فضلی : تاریخ و عرفان پر خواجه خراباتی نے یہ نثری مجموعه ۱۸۷۲ء میں مرتب کیا تھا ۔ سلسله فضلی ،کبروی ، چشتیه ، نقشبندیه، قادریه، اور قلندریه کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ اولیاء کی کشف و کراسات بھی درج ہیں ۔ مراقبوں اور مکاشفوں کا ذکر بھی ملتا ہے ۔

شجرہ نامه طریقت : اس مختصر سی فارسی نظم میں خراباتی نے اپنا حسب و نسب بیان کیا ہے ۔ یہ شجرہ نسب خراباتی کے آباواجداد کی تفصیل سمجھنے میں بڑی مدد دیتا ہے ۔

نصرت نامه : دین و ادب پر فارسی منظومه ہے۔ تصنیف کا سال ۱۸۷۵ء ہے ۔ نصر من الله و فتح قریب سے نام لیا گیا ہے ۔ کتاب کو مختلف موضوعات کے تحت تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ انبیائے کرام کی دعا اور قبولیت دعا سے نصرت محمدی کا ذکر ہے ۔

حقیقة الافعال : اس مثنوی کا موضوع پند و موعظت اور دین و ادب ہے ۔ ملفوظات مشائخ ملتے ہیں ۔ بعض اشعار و الفاظ کشمیری اور اردو کے بھی دئیے گئے ہیں ۔

حقیقة الابناء : ادب و اخلاق پر یہ مثنوی ۱۹۷۵ء میں کہی گئی ۔ مشائخ کے اقوال و اعمال منظوم کئے گئے ہیں ۔ اشعار کی تعداد ۳۲۸۸ ہے ۔ چند اشعار کشمیری کے بھی دئیے ہیں ۔

خردنامه خراباتی : پند نامه شیخ عطار کے جواب میں اخلاقی مثنوی ہے ۔

مہاراج نامه : خواجه ثناء الله خراباتی کی یه مشہور مثنوی ہے جو ۱۸۵۹ء میں کہی گئی ۔ یه راجگان جموں کی تاریخ ہے ۔ فردوسی کے شاهنامه اور نظامی کے سکندر نامه کی بحر میں ہے ۔

تذکرة الکاملین : اس مثنوی کا موضوع دین اور تصوف ہے ۔ تذکرة الکاملین

نام پنج گنج محمدی بھی آیا ہے ۔ اولیاء کے اعمال و اقوال کا بیان ہے ۔ یہ مثنوی رومی کی مثنوی کے طرز پر لکھی گئی ہے ۔

تذکرۃ الواصلین : اس مثنوی کا موضوع تاریخ اور تصوف ہے ۔ اس کے ین دفتر ہیں ۔ دفتر اول قادری ۔ جس میں قادری صوفیہ کا بیان ہے ۔ دفتر دوئم ندری جس میں شاہ دولہ دریائی گجراتی اور شاہ صادق قلندر کے حالات بیان ہوئے ہیں ۔ دفتر سوئم میں غفوری و صادقی صوفیہ کے احوال منظوم ہیں ۔

تفسیر سناء : یہ قرآن مجید کی منظوم تفسیر ہے ۔ اب اس تفسیر کی جلد وئم ہی دستیاب ہے ۔ تعداد اشعار ۳۶۰۰ بنتی ہے ۔

خواجہ سناء اللہ خراباتی کشمیری کی زندگی اور ان کی تصانیف کی تفصیل سے یہ حقیقت روشن ہوجاتی ہے کہ حضرت شیخ صرفی (متوفی ۱۵۹۴ء) کے عد خراباتی جیسا بڑا سیاح شاعر اور مصنف آج تک کشمیر نے پیدا نہیں کیا ۔

ماخذ

۱ ۔ فہرست نسخہ ہای خطی خواجہ سناء اللہ خراباتی، محمد حسین تسبیحی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۔ اسلام آباد (۱۹۷۲ ش)

۲ ۔ ادبی دنیا ۔ (مجلہ) کشمیر نمبر ۔ لاہور (مارچ ۔ اپریل ۱۹۶۶ء)

۳ ۔ خلاصۃ الاسرار و تحفۃ القادری اردو ترجمہ : احمد حسین قلعہ داری مکتبہ نبویہ ۔ لاہور ۔ (۱۳۹۲ھ)

۴ ۔ پیر خرابات ۔ احمد حسین قلعہ داری، مکتبہ نبویہ ۔ لاہور ۔ (۱۹۷۰ء)

۵ ۔ المعارف (ماہنامہ) لاہور (اگست ۱۹۷۳ء)